جنگی قیدیوں کے حقوق اور تحلیل اسیری کے اسالیب

(اسلامی بین الاقوامی قوانین اور بین الاقوامی قانون انسانیت کا تقابلی مطالعہ)

War Captive's Rights and Methods of Dissolving War Captivity

(Comparative Study of International Law of Islam and International Humanitarian Law)

Dr Muhammad Tariq Ramzan[1]
Dr. Abdul Ghafoor[2]
Dr. Amir Hayat[3]

Abstract:

In contemporary era, a sizeable portion of Islamic world and its inhibitants are at war like situation. So the social fabric catastrophe since the first half and last quarter of the twenty century and the first quarter of the twenty first century is increasing. In these encounters, human suffering, especially war captivity, became bitter. Elminating this kind of sufferings is also a form of resuscitation of humanity. There are five methods: freedom gratis, ransom, exchange of war captives, execution and enslavement to terminate war captivity. Since the advent of Islam, Islam introduced its own code of conduct to dismental the captivity, in which human welfare is involved deeply. These tanents have been being practiced since the advent of Islam. Therefore, the main focus of this article, is on the study of Islamic Code of Conduct for the release of prisoners of war. As the war on Muslim-populated areas has been imposed by international powers, this article also includes a comparative study of Islamic International Humanitarian Law (IIHL) and Conventional International Humanitarian Law (CIHL) for the dissolution of war.

Keywords: *Islam, Captive, War, Rights, Suffering, Methods, Dissolving*

موضوع کا تعارف:

دنیا میں ہر انسان فطرتاً آزاد حیثیت رکھتا ہے۔اس کی یہ حیثیت اس سے سلب نہیں کی جاسکتی۔البتہ مخصوص حالات میں اس کی آزادی عارضی طور پر سلب کی جاسکتی ہیں۔معاشرے کے ان طبقات میں جنگی قیدی کی آزادی عارضی طور پر سلب کی جاسکتی ہے۔اسیر حرب،اسیر ہونے کے باوجود انسان ہونے کے حق سے محروم نہیں ہوتا اس لئے اس کے تمام بنیادی حقوق سلب نہیں کیے جاسکتے۔چونکہ معاصر مہذب دور میں تمام انسانی معاشرے متفق ہیں کہ اسیر حرب کے ساتھ کسی بھی قسم کا غیر انسانی سلوک نہیں کیا جاسکتا،اس لئے انسانی وجدان کی اس خوشگوار تبدیلی و ترقی کے زیر اثر بین

---

[1].Assistant Professor, Department of Islamic studies, The University of Lahore/SGD Campus, email: tariq.ramzan@ais.uol.edu.pk
[2].Assistant Professor, Department of Islamic studies, University of Sargodha/MBDin Campus, agchoudhry73@gmail.com
[3].Assistant Professor, Institute of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University, Sialkot, Pakistan, amirhayat5817@gmail.com

الاقوامی سطح پر اسیرانِ حرب کے حقوق کی بحث انیسویں صدی سے خاص اہمیت حاصل کر چکی ہے۔خاص طور پر پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران اور ان کے بعد اسیر حرب کی آزادی اور حقوق کی تقنین ایک مستقل شعبہ کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ دفاعی نقطہ نظر سے، دشمن سے مبارزت اور اسے قیدی بنانا نصوصِ اسلامیہ کی روشنی میں جائز ہے۔اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے جیسا کہ:

1 سورۃ الانفال کی آیت نمبر 67 اور 70 میں دشمن کا گھیراؤ کرنے اور قیدی بنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔[4]

2 سورۃ محمد کی آیت نمبر 4 کے مطابق دشمن کو زندہ گرفتار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔[5]

3 اسلام نے جنگی قیدیوں کی اسارت کے معاملے میں حدود بھی رکھی ہیں کہ انسان کو تکریم دی ہے۔[6]

4 کسی بھی قوم کی دشمنی کے باوجود انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[7]

پیش رو تحقیقات:

موضوع پر پیش رو تحقیقات کا جائزہ درج ذیل ہے:

- اسلام میں بین الاقوامی تعلقات اور معاہدات پر اولین کتاب السیر الصغیر ہے جسے محمد بن حسن الشیبانیؒ (م 805ء) نے لکھا۔ یہ بین الاقوامی تعلقات پر یہ مختصر کتاب تھی۔ علامہ الشبانی نے بین الاقوامی تعلقات اور معاہدات پر مفصل کلام السیر الکبیر میں کیا ہے۔
- اس موضوع پر معاصر محقق ڈاکٹر مجید خدوری نے اپنی گزارشات *"War and Peace in the law of Islam".* کے نام سے پیش کیں۔ اس میں اسلام کے قانون جنگ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ڈاکٹر مجید خدوری نے اسلام اور مغرب کے قوانین جنگ پر ایک تقابلی مطالعہ *"Islam and the Modern Law of Nations"*[8] کے نام سے پیش کیا ہے۔
- *Karima Bennoune* نے اسلام کے فلسفہ انسانی حقوق اور مغربی کے فلسفہ ہیومن ازم پر سیر حاصل بحث اپنے مضمون *"As-Slamu 'Alaykum? Humaniterian Law in Islamic Jurisprudence".*[9] میں کی ہے۔
- احمد زکی یمنی نے اسلام کے فلسفہ انسانی حقوق پر اپنی گزارشات *"Humanitarian Law in Islam: A General Outlook".*[10] کے نام سے پیش کی ہیں۔
- دراصل یہ اسلام کے فلسفہ انسانی حقوق اور عالمی انسانی قانون کے تقابل میں جنگی قیدیوں سے متعلق مقالہ ہے۔ اس موضوع پر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے معروف محقق ڈاکٹر محمد منیر اہم حوالہ ہیں۔ آپ نے جنگی قیدیوں کے حقوق پر اپنی گزارشات

---

4 Al-Toubah, 09:05
5 Muhammad, 47:04
6 Banī Israīl, 17:70
7 Al-Mā'idah 5:7
8 Majid Khadduir, "Islam and the Modern Law of Nations" *American Journal of International Law,* 50: 2 (1956), 353-372
9 Karima Bennoune "As-Slamu 'Alaykum? Humaniterian Law in Islamic Jurisprudence" *Michigan Journal of International Law,* 15, No. 4 (1993-1994), 605-643
10 Ahmad Zaki Yamni "Humanitarian Law in Islam: A General Outlook", *Michigan Yearbook of International legal Studies,* 7 (1985), 189-215

"Debates on the Rights of Prisoners of War in Islamic Law".[11] کے نام سے پیش کی ہیں۔اس مقالہ میں ڈاکٹر منیر احمد نے جنگی قیدیوں کے حقوق اور آزادی پر نہ صرف اسلامی موقف پیش کیا بلکہ جنیوامعاہدہ کی بھی متعلقہ شقوں کوزیر بحث لاتے ہوئے افغانستان میں طالبان کے لائحہ برائے مجاہدین پر مغز گفتگو کی ہے۔ڈاکٹر محمد منیر نے افغانستان میں عسکری تصادم اور مجاہدین کے لئے لائحہ عمل پر ایک مفصل گفتگو اپنے مقالہ *"The layha for the Mujahideen: an analysis of the code of conduct for the Ṭālibān fighters in Afghanistan under Islamic law"* پیش کی ہے۔یہ مقالہ ریڈ کراس کے پلیٹ فارم پر پیش کیا گیا جسے اس کی اہمیت کے پیش نظر ریڈ کراس سے شائع کر دیا گیا۔

- مصر سے تعلق رکھنے والے محقق ڈاکٹر احمد داودی نے شام میں ہونے والے عسکری تصادم پر اسلامی قوانین اور عالمی انسانی قوانین کا تعارفی اور تقابلی جائزہ *"Islamic law and international humanitarian law: An introduction to the main principles"*[12] کے نام سے پیش کیا ہے۔اس میں اسلامی عسکری قوانین، مقامی شہری آبادی کی حفاظت، جنگ میں روایتی اور ممنوعہ ہر دو قسم کے ہتھیاروں کے استعمال اور ان کی نوعیت، جنگجوؤں کا مثلہ کرنے سے ممانعت اور جنگ میں ہلاک ہونے والوں کی باقیات کی باعزت طریقے سے تنظیم وغیرہ جیسے موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے۔
- انگلستان کے محقق *Anisseh Van Engeland* نے اسلام کے قانون انسانی حقوق اور بین الاقوامی انسانی قانون کا ایک تقابلی جائزہ *"The difference and similarities between international humanitarian law and Islamic humanitarian law: Is there ground for Reconciliation?"*[13] کے عنوان سے پیش کیا ہے۔
- سید مصطفی محقق نے اسی موضوع پر اپنی گزارشات *"Islamic views on Human Rights"* کے عنوان سے پیش کی ہیں۔
- سید ابوالاعلیٰ مودودی نے انسانی حقوق پر اپنی گزارشات *"Human Rights in Islam"*. کے عنوان سے پیش کی ہیں جو کہ اس موضوع پر ایک عمدہ کام ہے۔

مقاصد و تحدید موضوع:

اس تحریر میں جنگی قیدیوں کی آزادی کے لئے اسلام کے ضابطہ اخلاق کو بیان کیا گیا ہے۔اس میں جنگی قیدیوں کے صرف وہی حقوق موضوع بحث لائے گئے ہیں جو ان کی اسارت کی تحلیل میں ممد ومعاون ہیں۔یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ لمحہ موجود میں سورش زدہ اور جنگ زدہ علاقوں کی اکثریت مسلمان اکثریت والے خطوں پر مشتمل ہے اور عالمی عسکری قوتیں بھی ان محاربات میں شامل ہیں اس لئے بین الاقوامی قانون انسانیت کے موضوع سے متعلق قوانین بھی شامل ہیں۔

---

[11].Muhammad Munir, "Debates on the Rights of Prisoners of War in Islamic Law" *Islamic Studies,* 49, No. 4 (2010): 463-492

[12] Dr. Ahmed Al-Dawoody, "Islamic law and international humanitarian law: An introduction to the main principles" *International Review of the Red Cross,* 99, No. 3, (2017), 995–1018.

[13] Anisseh Van Engeland "The difference and similarities between international humanitarian law and Islamic humanitarian law: Is there ground for Reconciliation?", Journal of Islamic Law and culture, 10, no. 1 (2008): 81-99

اسلامی فقہی ادب میں عسکری اصطلاحات:

جنگی قیدیوں کی آزادی کے لئے اسلام کے ضابطہ اخلاق پر گفتگو سے قبل موضوع سے متعلق اہم اصطلاحات سے شناسائی ضروری ہے۔ اسلام کے قانون جنگ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: بین الاقوامی نزاعات اور قومی داخلی نزاعات۔

1 بین الاقوامی نزاعات (جنگ) کے لئے جہاد کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

2 قومی داخلی سطح پر عسکری نزاعات چار نوعیتوں کے ہوتے ہیں:

- حرب الرد: اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کی عسکری قوت کو تحلیل کرنے کے لئے یہ اصطلاح مستعمل ہے۔
- حروب البغاۃ: اسلامی ریاست کے باغیوں کی عسکری قوت کو کنٹرول کرنے سے متعلق احکام بیان کیے جاتے ہیں۔
- حرابہ: مملکت اسلامیہ میں امن کو اسلحہ کے زور پر سبوتار کرنے والوں سے متعلق گفتگو کی جاتی ہے۔
- قتال الخوارج: اسلامی مملکت کے سیاسی انتہاء پسندوں کی مسلح جدوجہد پر گرفت کرنے سے متعلق احکام بیان کیے جاتے ہیں۔[14]

جب بھی اسلامی ریاست کے بین الاقوامی عسکری قوانین اور جنگی قیدیوں سے متعلق گفتگو ہو تو اول الذکر قوانین پر گفتگو کی جاتی ہے اور اگر اسلامی ریاست کے داخلی مسلح تنازاعات پر گفتگو ہو تو موخر الذکر چار موضوعات پر گفتگو ہوتی ہے۔ ان دونوں سطحوں پر قید ہونے والے جنگجوؤں کی حیثیت اور طرق آزادی میں بھی فرق ہوتا ہے۔

جنگی قیدی:

اسلام کے فقہی ذخیرہ میں جنگی قیدی کی وضاحت سے متعلق آراء درج ذیل ہیں:

1 علامہ ابن تیمیہ (م 1328ء) نے جنگی قیدی کی وضاحت ہے: ''جنگی قیدی ہر وہ شخص ہے کہ جسے کفار کے ساتھ جنگ کے وقت یا اس کے اختتام پر پکڑا جائے چاہے لڑائی کے دوران یا بغیر لڑائی کے مثلاً اگر کشتی سے وہ ہماری طرف گر جائے یا راستہ بھول جائے یا اس کو حیلہ سے گرفتار کیا جائے''۔[15]

2 علامہ کاسانی (م 1191ء) نے اس شخص کو بھی جنگی قیدی شمار کیا ہے جو (i) جنگجو ہو، (ii) دارالاسلام میں قومی اجازت (یعنی ویزہ) کے بغیر داخل ہو (iii) مرتدین اور باغیوں کے ساتھ دوران جنگ گرفتار کر لیا جائے۔[16]

3 علامہ ابن رشد (م 1198ء) اور ڈاکٹر وھبہ الزحیلی (م 2015ء) کے مطابق قانون وضعی میں جنگی قیدی وہ شخص ہے جسے عسکری وجوہات کی بناء پر دوران جنگ گرفتار کیا گیا ہو۔[17]

[14] Kamāl-ud-Dīn bin Muhammad, Al-Tahrīr fī Usūl Al—Fiqh, Egypt, Maktabah Mustafa Al-Bābī, 1351 H, p.144
[15] Taqī ul Dīn aḥmad ibn-e-Taimiyyah, Al-Siyasāt al-Shar'iyah, Egypt, Dār al-Kutub, p 124
[16] 'Alā' ud-Dīn Abū Bakr al-Kāsānī, Badā'i' al Ṣanā'i', Beirut, Dār Iḥyā' al-Tuārth al-'Arabī, 2000, Vol.7, p 109
[17] Muḥammad b. Aḥmad al-Qurṭubī, Bidāyt al Mujtahid, Beirut, Dār al-M'arifat, 1402), Vol. 2, p258

صدرِ اسلام اور محاربین کی کیفیت:

عہدِ رسالت ﷺ میں اسلامی ریاست پر جب بھی جنگ مسلط کی گئی وہاں مخالف قبیلے کی تمام آبادی بالفعل جنگ میں شامل ہوئے؛تاہم خلافت راشدہ میں مسلمانوں پر اطراف عالم کی منظم حکومتوں کی طرف سے فوج کشی کی گئی۔یہی وجہ تھی کہ مسلمان سپاہ نے فتح کے بعد شہریوں اوران کی متاعِ حیات کی حفاظت کی۔[18]

اسارت حرب کی تحلیل کے مناہج:

قبل ازاسلام،اسارت جنگ کی تحلیل کے لئے پانچ طُرق: بلامعاوضہ آزادی،تاوان(مشروط وغیر مشروط)،اسیران جنگ کی باہمی تبدیلی،سزائے موت اور غلامی مستعمل تھے۔ان میں سے اکثر غلامی اور سزائے موت کواختیار کیا جاتا تھااور دوران اسارت، جنگی قیدی غیر انسانی سلوک کا شکار رہتے۔ان پانچوں اسالیب پر اسلام کا موقف درج ذیل گفتگو میں بیان کیا جارہا ہے:

بلامعاوضہ آزادی:

اسارت حرب کو تحلیل کرنے کے لئے اسلام کے ضابطہ اخلاق میں عمومی اسلوب بلا معاوضہ آزادی ہے۔نصوصِ اسلامیہ میں اعلیٰ ترین ضابطہ اخلاق اسی کوقرار دیا گیاہے۔سورۃ محمد کی آیت نمبر چار میں بلامعاوضہ آزادی کو بیان کیا گیا ہے۔صدر اسلام سے ہی اس پر عمل ہوتا چلا آیا ہے۔اس کی متعدد نظائر عہد نبوی اور عہد صحابہ سے ملتی ہیں۔اس مختصر مقالہ میں تمام کا احاطہ تو نہیں کیا جاسکتا۔چند ایک نظائر پیش خدمت ہیں:

1۔دو ہجری میں غزوہ بدر میں فتح کے بعد تاوان کے ساتھ ساتھ بلامعاوضہ آزادی کا اسلوب بھی اپنایا گیا۔جن لوگوں کو بلامعاوضہ آزاد کیا گیاان میں ابوعزۃ جمحی،المطلب بن حنطب،ابوالعاص بن ربیع اور صیفی بن ابی رفاعۃ شامل ہیں۔[19]

2۔غزوہ بنی مصطلق کے میں تقریباً سات سو محاربین کو جنگی قیدی بنایا گیا۔نبی کریم ﷺ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر حضرت جویریہؓ(قبیلہ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی دختر)نے آپ ﷺ سے نکاح کو پسند کیا۔جس پر صحابہ نے تمام جنگی قیدی بلامعاوضہ آزاد کردیئے۔[20]

3۔غزوہ بنی قریظہ کے موقع پر بھی یہی اسلوب اختیار کیا گیا۔[21]

4۔غزوہ حنین میں مسلمانوں کی فتح کے بعد جنگی قیدیوں کی تعداد تقریباً چھ ہزار تھی۔قبیلہ ہوازن کا مصالحتی وفد،زہیر بن صرد کی زیر قیادت جنگی قیدیوں کی آزادی کے لئے آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام کو سے مخاطب ہوئے:"تمہارے بھائی مطیع ہو کر آئے ہیں۔میں ان کو آزاد کرنے کاارادہ رکھتا ہوں۔آپ میں جو اس(بلامعاوضہ آزادی)کو پسند کرے تو وہ اسے کر گزرے اور جو کوئی تاوان لینا چاہیے تو میں انہیں ادا کردوں گا جیسا کہ اللہ نے پہلے ہمارے پر یہی انعام کیا ہے۔"اس کے بعد تمام مجاھدین جنگی قیدیوں کو بلامعاوضہ رہا کرنے پر رضامند ہوگئے۔اور یہ سب کے سب بلاعوض رہا کردیئے گئے۔[22]

---

[18] Dr. Muḥammad Slām Madkūr, Manāhi al Ijtiḥād, Qāhirh, Dār al-Nahḍah al-'Arabiyah, 1960, pp 110-129
[19] Aḥmad bin Yaḥya al-Balazurī, Ansāb ul-Ashrāf, Egypt, Dār al-M'ārif, Vol. 1, pp302-303
[20] Abū Daw'ūd, Sunan abī Daw'ūd, Beirut, Dār al-Kitāb al-'Arabī, Vol. 4, p 34
[21] Abū 'Umaid Qāsim bin Salām, Kitāb al-Amwāl, Lahore, Maktabah Athariyyah, p 130
[22] 'Abdullah bin Abī shaiba, Muṣanaf Ibn Abī shaiba, Karachi, Idāra al-Qur'ān wal 'Ulūm Al-Islāmiyah, 1986, Vol. 14, p 09

5۔عہد رسالت میں جنگی قیدیوں کی تعداد تقریباً چھ ہزار پانچ سو چونسٹھ ہے۔ان میں سے آنحضرت ﷺ نے چھ ہزار تین سو چوہتر کو احساناً آزاد کیا ۔[23] آنحضرت ﷺ نے ان جنگی قیدیوں کے ستانوے فیصد کو احساناً آزاد کیا۔عہد خلافت میں بھی خلفائے راشدین نے اسی طرز کو اپنایا۔خلافتِ صدیقی میں اشعث بن قیس کندی[24] اور خلافت فاروق میں ہرمزان کو اسی اصول کے تحت آزاد کیا گیا۔[25] خلافتِ فاروقی میں ہی فتح مناذر پر جنگی قیدیوں کو بلا معاوضہ آزادی کیا گیا۔[26]

تاوان جنگ:

جنگی قیدیوں سے تاوانِ جنگ لے کر آزاد کرنے کا قانون ترجیحاً دوسرے درجے پر ہے۔اس میں جنگی قیدیوں کو تاوانِ جنگ یا خدمات کے عوض رہا کیا جاتا ہے۔جیسا کہ جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق یہی تدبیر اختیار کی گئی کہ صاحب ثروت سے تاوان جنگ اور، صاحب علم وفن سے خدمات کے عوض آزادی کا اسلوب اپنایا گیا۔جبکہ بالکل تہی دست جنگی قیدیوں کچھ عرصہ قید میں رکھ کر رہا کر دیا۔[27]

تاوان جنگ اور فقہی ادب:

تاوان جنگ کے سلسلے میں ذخیرہ فقہی ادب میں فقہاء کا اختلاف موجود ہے جیسا کہ :

1۔امام ابو حنیفہؒ (م150ھ) جنگی قیدیوں کی آزادی میں تاوان جنگ لینے میں رائے یہ رکھتے ہیں کہ سورۃ الانفال کی آیت نمبر پانچ کے مطابق دشمن کو قتل کرنا ایک عمومی حکم ہے لہذا اس حکم کو اس کے عموم پر ہی رکھا جائے گا۔مزید یہ ہے کہ جنگی قیدیوں سے تاوان کے بدلے آزاد کرنے کا فعل دشمن کو مضبوط کرتا ہے جبکہ حکم دشمن کو کمزور کرنے کا ہے۔

2۔امام ابو یوسف (م182ھ/798ء) اور امام محمد (م805ء) کے نزدیک جنگی قیدی کو احساناً آزاد کرنا یا تاوان لے کر آزاد کرنا ہر دو اسالیب جائز ہیں۔اسی طرح جنگی قیدیوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ بھی جائز ہے۔[28]

3۔امام مالک بن انس (م170ھ/795ء) اور محمد بن ادریس الشافعی (م204ھ/820ء) کے نزدیک جنگی قیدیوں سے ان کی آزادی کے عوض تاوان لینا ایک اختیار ہے جسے اسلامی ریاست کی سیاسی انتظامیہ استعمال کر سکتی ہے۔

4۔صفیان بن سعید الثوری (م161ھ/778ء) اور ابو عبد الرحمٰن الاوزاعی (م157ھ/774ء) کی رائے بھی یہی ہے۔ابو عبید القاسم بن سلام (م838ء) اس سے اختلاف کرتے ہیں۔علامہ ابو عبید کی رائے یہ ہے کہ اسیران کو احساناً (بلا معاوضہ) رہائی دی جا سکتی ہے یہی اصل اسلامی عسکری دستور ہے البتہ مخصوص حالات میں دیگر اسالیب بھی اپنائے جا سکتے ہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر کے قیدیوں کے ساتھ

---

[23] Qaḍī Muḥammad Sulaimān Salmān Manṣūrpurī, Raḥmatlil'ālamīn, Lahore, Maktabah Islamiyah, 2006, Vol. 2, p 204

[24] Futūḥ al-Buldān, p 141

[25] Muḥammad bin Ḥasan al-Shaibānī, Kitāb al-Siyar al-Kabīr, Beruit, Dār al-Kutub al-'Ilmiyah, 1997, vol. 2, p49

[26] Kitāb al-Amwāl, p 116

[27] Dr. Muṣṭafā Aḥmad Zarqā, al-Fiqh al-Islāmī fi Thubih al-Jadīd, Syriyah, Dār al-Fiqar, 1967, p 90-118

[28] 'Alā' ud-Dīn Abū Bakr al-Kāsānī, *Badā'i' al Ṣanā'i'*, Beirut, Dār Iḥyā' al-Tuārth al-'Arabī, 2000, Vol. 6, p 95

کیا۔اسی طرح کا موقف عبداللہ بن عباس (م68ھ/687ء)، عبداللہ بن عمر(م693ء)، حسن بصری (م728ء)اور عطاء بن ابی رباح (م732ء) کا بھی ہے۔[29] یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ نبی کریم ﷺ نے صرف غزوہ بدر میں ہی اسیران بدر سے تاوان وصول کیا تھا لیکن اس کے بعد کبھی کسی جنگ میں تاوان وصول نہیں کیا گیا۔

جنگی قیدیوں کا باہمی تبادلہ

جنگی قیدیوں کی آزادی کا تیسرا منہج قیدیوں کا باہمی تبادلہ ہے۔اس کا اختیار سربراہِ ریاست اور مقننہ کے پاس ہے جنہیں قوتِ نافذہ تسلیم کیا جاتا ہو۔ اس اسلوب میں جانبین سے تعداد کا مساوی ہونا مشروط نہیں جیسا کہ عہدِ نبوی ﷺ میں قبیلہ فزارہ کی قید لڑکی کے عوض کئی مسلمان قیدیوں کو آزادی دلائی گئی۔[30] حضرت عمران بن حصین (م673ء) کی روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے بنی عقیل کے ایک جنگی قیدی کی آزادی کے بدلے میں دو مسلمان جنگی قیدیوں کو آزاد کروایا۔[31]

جنگی قیدیوں کے باہمی تبادلے پر فقہی آراء:

جنگی قیدیوں سے متعلق فقہی آراء درج ذیل ہیں:

1۔حافظ ابن حجر (م1449ء) کی اس اسلوب کے بارے رائے یہ ہے: "اگر مسلمانوں کے پاس دشمن کے قیدی ہوں اور مشرکین کے پاس بھی اسلامی ریاست کے شہری بطور قیدی موجود ہوں اور وہ ان کے تبادلہ پر متفق ہو جائیں تو اس کی رعایت رکھی جائے گی۔"[32]

2۔صدر اول کے فقہاء میں سے امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد[33] کی رائے یہی ہے کہ جانبین جنگی قیدیوں کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔ایک روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ کی ایک رائے یہی ہے۔[34]

3۔تبادلہ اسیران پر عمل عہد عباسی میں عام رہا۔

4۔عمر بن عبدالعزیزؒ (م720ء) نے اپنے دور خلافت میں یہ حکم دیا تھا کہ دشمن کی قید میں موجود اسلامی ریاست کے شہریوں کی آزادی کے لئے معادلۃً دشمن کے قیدیوں کو رہا کیا جائے۔[35]

5۔جنگی قیدیوں کے تبادلے کا رواج عرب میں آغاز اسلام سے قبل نہیں تھا۔اسلامی ریاست کی تاسیس کے بعد اس کی دستوری اساس میں جنگی قیدیوں کے باہمی تبادلے کو احترام انسانیت کے جذبے سے شامل کیا گیا اور اسی وقت سے یہ اصول، اسلام کے جنگی قوانین میں شامل ہے۔

6۔اہل اسلام کو بین الاقوامی سطح پر جہاں کہیں اس اسلوب کو استعمال کی گنجائش ملی تو اس سے استفادہ کیا گیا۔

---

[29] al-Fiqh al-Islāmī fi Thubih al-Jadīd, pp 90-118
[30] Muslim bin Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, *Kitāb al-Jihād wa 'I-Siyar, Bāb al-Imdād bi 'I-Malā'ikah*, Riyaḍ, Dār al-Salām, 1998, Vol. 5, P 150
[31] Muḥammad bin 'Alī al-Shawkānī, *Nayl al-Awṭār* , Cario, Al-Maṭb'ah al-'Uthmāniyyah, 1957, Vol 7, p 303
[32] Fatḥ al-Bārī, Vol 6, p 167
[33] Al-Shybānī, *Kitāb al-Siyar al-Kabīr*, Riyaḍ: Dār al-Salām, 2006, Vol. 4, pp 302, 337-338
[34] Kamāl al Dīn Ibn e Hummām, Sakhar, al-Maktabah al-Riḍwiyah, vol. 5, p 220
[35] Abū Zakriya al-Damashqī, Mashāriq al-Ashwāq, Beriut, Dār al-Bashāir, 2002, vol. 2, pp 831-832

جنگی قیدیوں اور استر قاق

جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کا منہج، اسلام کے فقہی ادب میں چوتھے نمبر پر ہے۔ اس سلسلے میں پیش نظر رہے کہ :

1۔ قرآن مجید میں جنگی قیدیوں کو غلام بنانے یا نہ بنانے کا حکم واضح طور پر موجود نہیں ہے۔ اسی طرح کسی بھی فرمانِ نبوی ﷺ سے یہ ثابت نہیں کہ جنگی قیدیوں کو لازماً غلام بنائیں۔[36]

2۔ سید قطب کے نزدیک جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کا معاملہ صدر اسلام میں معاملہ بالمثل، عقوبت بالمثل کے قبیل سے تھا کہ اختتام جنگ پر مسلمانوں پر غلبہ ملنے پر، دشمن انہیں غلام بنا لیتے لہذا اسلامی ریاست کی مجبوری تھی کہ وہ بھی بقدر ضرورت اس اسلوب پر عمل کرے۔ بعد ازاں عالمی سطح پر باہمی دلچسپی سے طے ہو گیا کہ جنگی قیدیوں کے لئے غلامی کا منہج کالعدم ہے تو اہل اسلام نے اسے تسلیم کر لیا۔[37] اسی طرح محمد ابو زہرہ، ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی کا موقف بھی یہی ہے۔[38]

3۔ زمانہ قدیم سے ہی معاشرتی تعاملات میں غلام سے خدمات لینے کا رواج عام تھا۔ اب اگر اسلام استر قاق کو فوراً کلی طور پر کالعدم قرار دیتا تو معاشرتی تعاملات کا متاثر ہونا لازمی تھا اور ممکن تھا کہ معاشرے میں بغاوت کا رجحان بھی پیدا ہو جاتا۔

4۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی رائے ہے کہ اس اسلوب کو اس وقت کالعدم قرار دے دیا جاتا تو پھر ضرورت پڑنے پر اس سے استفادہ نہیں ہو سکتا تھا۔[39]

5۔ مسلمانوں کو جنگی قیدیوں کے حوالے سے دیگر اقوام سے معاہدات کی اجازت ہے اور بعد ازاں ان معاہدات کا احترام لازمی ہے۔[40]

سزائے موت

جنگی قیدیوں کی سزائے موت سے متعلق، اسلام نے مہذب و متمدن قانون پیش کیا جو کہ درج ذیل ہے:

1۔ کسی بھی جنگی قیدی کو جنگ میں شمولیت کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا۔

2۔ جنگ کے دوران، جنگی قوانین کی خلاف ورزی کا ارتکاب کرنے یا جنگ سے پہلے اسلامی ریاست یا اس کے شہریوں کے خلاف کسی سنگین جرم میں ملوث ہونے کی صورت میں عدالتی پیش رفت کی جائے گا اور جرم ثابت ہونے پر سزا دی جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے ان دفعات کا خاص خیال رکھا اور بدر کے تمام قیدیوں میں سے صرف دو اشخاص عقبہ بن ابی مُعَیط اور نضر بن حارث کو قتل کیا گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے جنگ میں قید ہونے سے قبل آنحضرت اور مسلمانوں کے خلاف سنگین جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔[41]

---

[36] Muḥammad Haikal, al-Jihād wal-Qitāl, Beriut, Dār al-Biārq, 1996, vol. 3, p 1552
[37] Sayyad Quṭub, Fīzilāl al-Qur'ān, Egypt, Dār al-Shrūq, Vol. 28, p 2285
[38] Muḥammad abū Zuhra, al-'Alāqāt al-Duwliyah, Cairo, Dār al-Qaumiyah, 1964, p 116
[39] Dr Muhammad Ḥamīdullah, The Muslim Conduct of State, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, 1996, P.219
[40] Al-Shybānī, *Kitāb al-Siyar al-Kabīr*, Vol. 1, p 115
[41] 'Ali bin abī bakkar al-Haithamī, Bughyat al-Bāḥith, Madīnah, Markz Khidmat al-Sunnah wal-Sīrah, 1992, Vol. 2, p 598

سربراہِ ریاست کے اختیارات اور فقہی ادب:

اسلام کے فقہی ادب میں اس بات پر تو اتفاق موجود ہے کہ سربراہِ ریاست کو اسارت جنگ کی تحلیل کے لئے اختیارات حاصل ہیں لیکن مندرجہ بالا اسالیب میں کس پر اختیار موجود ہے، اس سلسلے میں بنیادی طور پر تین فقہی آراء پائی جاتی ہیں:

پہلی رائے: حنفی فقہاء کے نزدیک تین اختیارات سربراہِ ریاست کو حاصل ہیں۔[42]فقیہ عبدالغنی کی رائے ہے کہ سربراہ ریاست کو قیدیوں کے بارے میں اختیار حاصل ہے: چاہئے تو انہیں سزائے موت دے دے اور اگر چاہئے تو ان کو غلام بنالے اور اگر مناسب سمجھے تو ان کو مسلمان کا ذمی بنا کر آزاد کردے لیکن ان کو دارالحرب کی طرف لوٹانا مناسب نہیں ہے۔[43]

دوسری رائے: حنبلی اور شافعی فقہاء کے نزدیک چار اسالیب میں اختیار ہے۔[44]جیسا کہ معروف فقیہ موفق الدین ابن قدامہ کی رائے ہے کہ جنگی قیدیوں کے بارے میں امام کے پاس سزائے موت، احساناً آزادی، تاوان اور غلام بنانے میں اختیار موجود ہے۔[45]ابن قدامہ کی نصاریٰ اور اہل مجوس کے بارے میں رائے ہے کہ سربراہ ریاست کو چار امور: سزائے موت، بلا معاوضہ آزادی، تاوان اور غلامی میں اختیار ہے۔[46]

تیسری رائے مالکی فقہاء کی ہے جس کے مطابق سربراہ ریاست کو ان پانچ اسالیب میں اختیارات موجود ہے۔[47]

جنگی قیدی کا قبول اسلام:

اسلامی ریاست کے خلاف لڑتے ہوئے جنگجو مسلمان ہو گا اور جنگ سے باز آگیا تو اس کا قتل جائز نہیں ہو گا کیونکہ اب وہ محفوظ الدم ہو گیا ہے اور اس کو مسلمان کے حقوق حاصل ہوں گے۔[48] اگر محارب گرفتاری کے بعد مسلمان ہوا تو اس صورت میں آراء مختلف ہیں: حنفی فقہاء اس صورت میں قتل سے مانع ہیں۔[49]تاہم اسلامی ریاست کے سربراہ یا انتظامیہ کو ان تین امور: بلا معاوضہ آزاد کرنا، بالمعاوضہ آزادی اور استرقاق میں اختیار ہے۔ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک اسے قتل نہیں کیا جائے گا البتہ اسے غلام بنانے کا اختیار موجود رہے گا۔[50]

اسیران جنگ سے متعلق عالمی بین الاقوامی قوانین:

بین الاقوامی مسلح تنازعات سے متعلق بین الاقوامی قانون دو بڑے حصوں پر مشتمل ہے: اول الذکر *Jus Ad Bellum* کہلاتا ہے۔ اس میں جنگ کے جواز و عدم جواز پر قانون سازی موجود ہے اور موخر الذکر حصہ *Jus In Bello* کہلاتا ہے جو بین الاقوامی مسلح تنازع کے آداب پر مشتمل ہے۔ قانون جنگ سے متعلق بین الاقوامی قانون کئی معاہدات پر مشتمل ہے۔ جنیوا میں طے ہونے والے چار معاہدات خاص اہمیت رکھتے ہیں:

---

[42] *Badā'i' al Ṣanā'i'*, Vol. 7, pp117-120
[43] 'Abdulghanī al-Mīdānī, Al-Lubāb, Egypt, al-Maktabah, Vol. 4, p 124
[44] Abū al-Ḥasan 'Ali al-Māwardī, al-Aḥkām al-Sulṭāniyah, Egypt, Maṭb'at ulittiḥād, 1909, p 14
[45] Muafiq al-Dīn ibn e Qudāmah, al-Mughī, Beriut, Dār al-Kitāb al-'Arabī, 1983, Vol.2, p205
[46] Al-Mughī, Op.cit, Vol. 10, p 400
[47] Muḥammad Al-'Abdarī, al-Tā wa īklīl, Beriut, Dār Al-Fikar, 1398 h, Vol. 3, p 358
[48] Muḥammad bin Ism'īl al-Bukhārī, al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Beriut, Dār Ibn Al-Kathīr, 1423 h, kitāb al-nikāḥ, Ḥadīth 5286
[49] Musnad Aḥmad, bāb 'Abdullah bin 'Abbās, Muṣanaf ibn abī Shaiba, Ḥadīth 34283
[50] al-Kāsānī, *Badā'i' al Ṣanā'i' Op.cit, Vol. 7, p 121*

1۔ پہلے معاہدہ برّی جنگ میں جنگجوؤں کی معذوری، بیماری اور جراحی پر مشتمل ہے۔

2۔ معاہدہ ثانی سمندری جھڑپوں میں معذور، زخمی یا علیل ہونے والے جنگجوؤں سے متعلق ہے۔

3۔ تیسرا معاہدہ جنگی قیدیوں کے حقوق کے تحفظ پر ہے۔

4۔ چوتھا معاہدہ جنگ کے دوران شہری آبادی کے تحفظ پر ہے۔

یہ معاہدات دوسری عالمی جنگ کے اختتام پر 1949ء میں طے پائے۔[51] 1977ء میں ان میں وسعت دی گئی جنہیں اضافی ضوابط اخلاق (Additional Protocols) کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں اضافی ضوابط اخلاق شہری آبادی سے متعلق ہے۔[52]

جنگجو اور جنگی قیدی بننے کی شرائط:

بین الاقوامی قانون انسانیت کی روسے ہر وہ شخص جو دوران جنگ چار شرائط پر عمل کرے، جنگجو شمار ہوگا:

۱۔ ایک منظم کمان کے زیر اثر ہو۔

۲۔ شہری آبادی سے امتیاز کرنے کے لیے کوئی امتیازی نشان/لباس/وردی استعمال کرے۔

۳۔ مہلک ہتھیاروں سے لیس ہو۔

۴۔ ضوابط حرب کا پابند ہو۔[53]

یہ چاروں شرائط 1907ء کا تذکرہ ہیگ معاہدے میں بھی ہے۔ ان پر عمل پیرا شخص جنگجو شمار ہوگا اور گرفتاری کے وقت اسے اسیر جنگ کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

بین الاقوامی قانون انسانیت اور اسارت حرب کی تحلیل:

تیسرے جنیوا معاہدے کی چند اہم دفعات درج ذیل ہیں:

- ایک جنگی قیدی نے قید ہونے سے قبل قابض قوت کے خلاف جو جرائم کیے تھے، قابض قوت کو تیسرے جنیوا معاہدے کی دفعہ پچاسی کے تحت جنگی قیدی پر ان جرائم کی وجہ سے مقدمہ چلانے کا اختیار موجود ہے۔ یاد رہے کہ قابض قوت کی طرف سے جنگی قیدی پر ان جرائم کے مقدمہ قائم کرنے اور اس کی سماعت کے دوران جنگی قیدی کو وکیل مہیا کرنے اور جنگی قیدی کے ملک کو ان تمام تفصیلات سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔
- اگر جنگی قیدی قابض قوت کے خلاف قبل از جنگ کسی جرم میں ملوث نہیں پایا گیا اور نہ ہی اس سے دوران جنگ کوئی جنگی جرم سرزد ہوا ہے تو جنگ بند ہوتے ہی قابض قوت اسے فوراً آزاد کرنے اور اس کے ملک پہنچانے کی ذمہ دار ہے۔ جنگی قیدی کو یہ حق تیسرے جنیوا معاہدے کی دفعہ ایک سو اٹھارہ کے تحت حاصل ہے۔

---

[51] Dr. Muḥammad Mushtāq, Ādāb al-Qitāl, al-shariyah, Vol. 19, Issue 11, p 25
[52] Dr. Muḥammad Mushtāq, Ādāb al-Qitāl, Op.cit, pp26-28
[53] Dr. Muḥammad Mushtāq, Ādāb al-Qitāl, Op.cit, pp 29

- جنگی قیدی کو اس وعدے یا ضمانت پر بھی رہا کیا جا سکتا ہے کہ وہ آئندہ قابض قوت کے خلاف استعمال نہیں ہو گا بشرطیکہ قابض قوت کے قانون میں اس بات کی گنجائش موجود ہو۔ایسی صورت میں جنگی قیدی پر اپنے وعدے یا ضمانت پر مقدور بھر قائم رہنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ جنگی قیدی کو یہ حق تیسرے جنیوا معاہدے کی دفعہ اکیس کے تحت حاصل ہے۔[54]
- اگر جنگی قیدی بیمار یا زخمی ہو اور اس کی صحت یابی کا دورانیہ ایک سال سے زائد ہو اور اس سے کوئی جنگی جرم سرزد نہ ہوا ہو تو اسے دوران جنگ ہی اس کے ملک کے حوالے کر دیا جائے۔ جنگی قیدی کو یہ حق تیسرے جنیوا معاہدے کی دفعہ نمبر ایک سو نو اور ایک سو دس کے تحت حاصل ہے۔ان ہی دفعات کے تحت، جنگی قیدی کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ مستقل جنگ بندی کے معاہدے یا غیر اعلانیہ مدت کے لئے عارضی جنگ بندی کے بعد اسے فورا اس کے ملک کے حوالے کر دیا جائے۔
- کسی بھی جنگی قیدی کو غلام نہیں بنایا جائے گا۔
- اس کے ساتھ کسی بھی جنگی قیدی کو سزائے موت نہیں دی جائے گی۔[55]

سفارشات:

اس مقالہ کی روشنی میں بین الاقوامی محاربات کی صورت میں درج ذیل سفارشات کی جاتی ہیں:

- جنگ سے متعلق اسلام کے ضابطہ اخلاق کا بنیادی محور انسانیت ہے۔دوران جنگ انسانی تکریم برقرار رہنی چاہئے۔لہذا جنگجو کسی بھی وجہ سے جنگ سے باز آجائے تو پھر اسے قتل کرنا جائز نہیں۔اس بات کا شعور علمی و عسکری حلقوں میں باور کروایا جائے۔
- اس بات کی جانچ کی جائے کہ جنگی قیدی نے قید ہونے سے پہلے یا بعد میں کوئی ایسا جرم کیا ہو جس کی سزا موت ہو۔اس آخری صورت میں بھی انسانیت کے تقاضوں کا لحاظ رکھا جائے۔اس پر باقاعدہ مقدمہ چلایا جائے اور اسے صفائی کا پورا موقع دیا جائے۔

اگر کسی خطے یا قوم پر جنگ مسلط کر دی گئی ہے تو اضطرار کی اس کیفیت میں بھی انسانیت کا خیال رکھتے ہوئے جنگ میں دشمن کو صرف اتنا نقصان پہنچایا جائے جتنا اس کے حملے کی پسپائی یا اس پر فتح کے حصول کے لیے ضروری ہو۔ گویا جنگ کا مقصد دشمن کا صفایا کرنا نہیں ہونا چاہیے۔اس اصول کی بنیاد پر ایسے ہتھیاروں یا طریقوں کا استعمال بھی ناجائز ہو جاتا ہے جو بڑے پیمانے پر تباہی پھیلائے، یا جو غیر ضروری اذیت دے، خواہ اس کا استعمال دشمن کے فوجیوں پر ہی ہو۔

خلاصہ بحث:

قبل از اسلام، اسارت جنگ کی تحلیل کے لئے پانچ طُرق: بلا معاوضہ آزادی، تاوان (مشروط وغیر مشروط)، اسیران جنگ کی باہمی تبدیلی، سزائے موت اور غلامی مستعمل تھے۔ان میں سے اکثر غلامی اور سزائے موت کو اختیار کیا جاتا تھا اور دوران اسارت، جنگی قیدی غیر انسانی سلوک کا شکار

---

[54] Article 109 and 111 of Geneva Convention III of 1949, for more details, see: A. Robert and R. Guelff, Documents on the Laws of war, Oxford, Clarendon Press, 1982, pp 215-270

[55]. Death sentence for a POW is discussed in Article 100 of Geneva Convention 3rd of 1949. For more detail, see: A. Roberts and R. Guelff, *Documents on the Laws of War* (Oxford: Clarendon Press, 1982), 215-270; Nigel Rodely, *The Treatment of Prisoners under International Law* (Oxford: Clarendon Press, 1987)

رہتے۔ اسلام نے ان پانچوں اسالیب میں جو قوانین غیر انسانی تھے، ان کو ختم کیا اور جو قوانین انسانی حقوق کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکتے تھے لیکن ان میں اصلاح کی ضرورت تھی، ان میں اصلاح کی۔ ترجیحاً قرآن مجید میں اسارت جنگ کی تحلیل کے دو طریقے بیان کیے گئے ہیں: جو کہ بلا معاوضہ رہائی اور تاوان آزادی (مشروط و غیر مشروط ہیں)۔ تین اسالیب (جنگی قیدیوں کی ایک دوسرے سے تبدیلی، استرقاق اساریٰ اور سزائے موت) کا ذکر احادیث میں موجود ہے لیکن ان میں سے ایک اسلوب جنگی قیدیوں کی ایک دوسرے کے ساتھ تبدیلی مخصوص حالات میں سنت سے ثابت ہیں۔ جبکہ سزائے موت کا اسلوب استثنائی حیثیت رکھتا ہے اور غلامی کا اسلوب مقابلہ بالمثل کی قبیل سے ہے۔ بین الاقوامی سطح پر بھی انیسویں صدی میں محاربین اور جنگی قیدیوں سے متعلق قانون سازی موجود ہے لیکن اس میں بہتری کی گنجائش بہر حال موجود ہے اور بین الاقوامی ادارے اور تنظیمیں جنگ اور جنگی قیدیوں سے متعلق بین الاقوامی قانون سازی پر گفتگو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جب تک اقوام عالم کا انسانی حقوق کے تحفظ پر اتفاق نہیں ہو جاتا، یہ گفتگو جاری رہنی چاہیئے۔